خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 027

Track 1

Time 1:35:41

قرآن کو سمجھنے کاطریقہ

اعوذبا اللہ...

بسم اللہ...

تلاوت سورت قرآن شرتف ...الم ذلک الکتاب لاریب...

قرآن پاک میںاللہ تعالیٰ نے بطور خاص تین امالت کو عنوان کیا ہے۔ اور یہ تین عنوان کائنات کے تمام علوم پر ہیں ۔قرآن پاک میں یہ بھی ارشاد ہے۔ کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ایسی بات یا ایسا نقطہ یا ایسا تفکر نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وضاحت کے ساتھ بیان نہ کر دیا ہو ۔قرآن پاک میں دستاویز ہے۔ قرآن پاک تفصیلات بیان کر تا ہے۔ کبرت سے متعلق،قرآن پاک تفصیلات بیان کر تا ہے۔ حیات و ممات سے متعلق ،اور قرآن پاک کھول کر واضع نشانیوں کے ساتھ ان باتوں کو بیان کر تا ہے۔ جن باتوں سے جن قوانین سے انسان اور حیوانات میں امتیاز پیدا ہو تا ہے۔ ۔تاریخی حوالے سے پیغمبران علیہم الصلوٰۃوالسلام کے قصص ہو نے قوموں کے عروج و زوال ، قوموں کی سرکشی ،قوموں کا او زاد اور قوموں کا عروج کا تذکرہ قرآن پاک میں بیان ہوا ہے۔ ۔قرآن پاک میں معاشرتی مسائل بھی بیان ہو ئے ہیں۔انسان کو حیوانات سے ممتا ز ہو کر کس طرح زندگی گزارنی ہے۔ ۔آپس میں انسانوںکے انسانوں پر کیاحقوق ہیں ۔خالق اور مخلوق کے رشتے کے بارے میں انسان کے اوپر کیا حقوق پائے جا تے ہیںہو تے ہیں اور رہن سہن کے لئے ہمیں کن فوائد پر عمل کر ناچاہئے ۔اب ان تین عنوان کو مختصر اً بیان کیا جائے تو یہ کہا جا تا ہے۔ کہ قرآن دستاویز ہے۔ تاریخ کی، قرآن دستاویز ہے۔ علوم و شریعت کی یا علوم و قواعد و ضوابط کی ،اور قرآن دستاویز ہے۔ معاد کی معاد کی سے مراد اندرونی دنیا کی ہے اندرونی دنیا سے مراد کہ انسان کا جو غیب سے رشتہ ہے۔ وہ کیا ہے۔ ۔مثلاً انسان پیدا ہو نے سے پہلے کہیں تھا ،انسان پیدا ہو نے کے بعد ہر لمحہ اور ہر آن کہیںریکارڈ ہو رہا ہے۔ ۔اور یہ ریکارڈ جب مکمل ہو جا تا ہے۔ تو یہ ریکارڈ شدہ انسان اس دنیا سے کہیں اور چلا جا تا ہے۔ کوئی انسان اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس کی زندگی کا درومدار غیب کے علاوہ کسی چیز پر نہیں ہے۔ ۔پیدا

ہو نے سے پہلے آپ جہاں بھی تھے ا س کو آپ غیب کے علاوہ کچھ نہیں کہہ
سکتے جب آد می پیدا ہو جا تا ہے تو ہر منٹ ،ہر آن ،ہر لمحے ہر گھنٹے، ہر دن،
ہر مہینے غیب میںمنتقل ہو رہا ہے وہ یہ تو جانتا ہے میری ساری زندگی غیب
میں منتقل ہو رہی ہے لیکن اس کو یہ علم نہیں ہے وہ غیب کیا ہے جہاںزندگی
منتقل ہو رہی ہے ۔اس کی مثال یوں ہے کہ ایک آدمی جو آج پیدا ہوا تیس سال
یا چالیس سال کی عمر میں جب اپنی زندگی کے بارے میںسوچ و چار رکرتا ہے تو و
ہ کسی بھی حال میں اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ میں پہلے بچہ تھا اب
جوان ہوا بوڑھا ہو اہےاور زندگی میں یہ جو ادوار ہیں ۔جوانی کے بوڑھاپے کے یہ
اس بچپن پر قائم ہیں جس بچپن میںوہ پیدا ہوا ۔مطلب یہ ہے کہ انسان پیدا
ہوتے ہی ہر منٹ اور ہر لمحے غیب میں منتقل ہو رہا ہے ۔غیب میں چھپ رہا
ہے اور یہ ریکارڈ شدہ زندگی اس طرح چھپ جا تی ہے بالکل وہی صورت حال
ہو جا تی ہے جو مرنے سے پہلے کی تھی ۔اس کو کچھ پتا نہیں میں کہاں سے آیا
اور اس کو یہ بھی علم نہیں میں کہاں چلا گیا اور یہ ساری غیب کے علوم اور
غیب کی دنیا قرآن پاک میںمعاد کے نام سے متعارف کر وائی گئی ہے ۔اور ان تمام
عنوانات کا یکجائی پروگرام جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نوع
انسانی کی طرف منتقل کیا ہے اس کا نام کتاب ہے ۔قرآن ہے یا صحائف ہیںاور
اس دستاویزکی تکمیل قرآن کے نا م سے سید ناحضور علیہم الصلوٰۃ والسلام سے
منتقل ہے ۔اللہ تعالیٰ ابتدہ راتوںمیں اس بات کو اس طرح کہتے ہیں کہ ذلک
الکتاب ...یعنی یہ ان تین عنوانات پر مشتمل دستاویز یا کتاب میں کسی قسم کا
شک اور شوبہ نہیں ہے ۔کتاب میں جو کچھ لکھ دیا گیا وہ حقیقت پر مبنی ہے
اور اس میں کسی قسم کا شک اور شوبہ نہیں ہے۔ لاریب وفی ذلک الکتاب ...
اس کتاب میں کو ئی شک اور شوبہ کی بات نہیںہے وہ شک نشانیاں ہیں ذلک
الکتاب یہ کتا ب...لا ریب وفی اس میں کسی قسم کا شک اور شوبہ نہیں ہے تو
ا س کا مطلب یہ ہوا اگر اس کتاب کو سمجھنا ہے اس کتاب کے انوار و تجلیات
سے استفادہ کر نا ہے تو بنیادی بات یہ ہے کہ شک کے بغیر یہ کتاب سمجھ میں
آئے گی اگر شک ہے تو یہ کتاب سمجھ میں نہیں آئے گی ۔لا ریب وفی ...اس میں
شک ہے ہی نہیں تو اگر سمجھنے والے کے اندر ردی برابر بھی شک ہے تو قرآن
اس کی سمجھ میں نہیں آئے گا ۔پہلی بات یہ ہے کہ اس الہیٰ دستاویز کو
سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آدمی کے اندر یقین کا پیٹرن آدمی کے اندر ہونا
چاہئے جو یقین سے معمور ہو اور شک اور شوبہ سے بالکل آزاد ہو پہلی بات تو
یہ ہے اس کتاب کو سمجھنے کے لئے شک نہیں ہو نا چاہئے اگر اگر شک ہوگا تو
یہ کتاب سمجھ میں نہیں آئے گی اور اس کتاب کے انوار و تجلیات سے انسان اس
سے محروم رہے گا ۔دوسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی :یہ کتاب ھدللمتقین یہ
کتاب ان لوگوں کو ہدایت بخشتی ہے جو متقی ہیں ۔پہلی بات تو یہ ہے اس
بات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کے اندروسوسے اورشک نہ ہو ۔
یقین ہو دوسری بات اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں یہ کتا ب ان لوگوں کو ہدایت

دیتی ہے جو متقی ہے اگر کوئی آدمی متقی نہیں ہو گا تو یہ کتاب اس کی
سمجھ میں نہیں آئے گی ۔اور نہ ہی وہ آدمی اس کتاب سے کسی قسم کا فائدہ
اٹھا سکتا ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے جو شک اور شوبہ سے معاوراہے ۔اور ان لوگوں
کو ہدایت دیتی ہے ھد ی للمسلمین نہیں کہا، ھدی اللمنفکین اللہ تعالیٰ نے نہیں
فرمایا ،ھدی اللمشرکین نہیں فرمایا ،ھدی الکفرین نہیں فرمایا ،ھدی للمتقین
فرمایا کہ اس کتاب کو فائدہ اٹھا نے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی متقی ہو پہلی
بات یہ اس میں شک نہ ہو اور دوسری بات ہے کہ آدمی متقی ہو الذین... کون
ہے وہ لوگ جو متقی ہیں متقی کی کیا تعریف ہے متقی کس کو کہا جا تا ہے ؟
کون لوگ ہیں؟ متقی الذین یومنونا با لغیب ...متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر یقین
رکھتے ہیں ۔ الذین یومنونا با لغیب ...جو غیب پر یقین رکھتے ہیں ۔یقین کا تعلق
دیکھنے سے اور مشاہدے سے ہے۔ جب تک کسی چیز کو آپ دیکھ نہیں لیںگے آپ
کو یقین کی تکمیل نہیں ہو گی۔ متقی کی تعریف یہ ہے یومنونا با لغیب ...غیب
کو وہ دیکھتا ہے ۔متقی لوگوں کے مشاہدے میں غیب ہو تا ہے ۔غیب کی دنیا کو
وہ جا نتے ہیں ۔غیب کی دنیا کو وہ سفر کر تے ہیں ۔غیب سے انہیں واقفیت
حاصل ہے۔ جس طرح آپ کو ظاہر دنیا سے واقفیت حاصل ہے اس طرح ان کو
غیب کی دنیا سے واقفیت حاصل ہے۔تو جب تک آدمی متقی نہیں ہو گا اس وقت
تک اللہ کی کتاب قرآن اسے ہدایت نہیں بخشے گی ۔کتنی پڑھ لیں آپ بیس
بیس پچاس قرآن پڑھ لیں قرآن کا پڑھنا ثواب ہے ،قرآن کو دیکھنا ثواب ہے
،قرآن پاک کی آیاتوں پر انگلی پھیرنا ثواب ہے ۔یہ جو بھی ہے ہمیں اس سے
بحث نہیں ہے بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہا ہے سمجھنے کی بات یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کے لئے کیا کہہ رہا ہے ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :شک
نہیں ہے اگر شک ہو گا تو کتاب آپ میں سے نہیںاگر متقی آپ نہیں ہو نگے اس
کتاب کی ایجاد نہیں ہو گی ۔اور متقی کا مطلب ہے یومنونا با لغیب ...کہ غیب
کی دنیا سے واقفیت حاصل ہو الذین یومنونا با لغیب ...یوقیم الصلات... نہ صرف
یہی کہ غیب کی دنیا سے واقف ہو تا ہے بلکہ غیب کی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی
ہستی سے اس کا براہ راست واسطہ اور تعلق قائم ہو جا تا ہے ۔ یوقیم
الصلات...صلات معنی رد، تعلق ،عرفان ،متقی آدمی کی تعریف یہ ہے کہ وہ غیب
کی دنیا کا مسافر ہو تا خالی مسافر ہی نہیں ہوتا اس کا اللہ تعالیٰ سے براہ
راست ایک تعلق اور رابطہ بھی قائم ہوتا ہے ۔الذین یوقیم ا لصلات......وممارزق
نھم یون فیکون اور جو کچھ اس کو رزق عطا کیا جا تا ہے یا یوں کہے جو کچھ وہ
کھا تا ہے ،پیتا ہے پہنتا ہے، اوڑتا ہے ،شادی بیاہ بچے زندگی کے جتنے بھی
لاوازمات ہیں زندگی کے جتنے بھی عوامل ہیں ،زندگی کے جتنے بھی تقاضے
ہیں ،وہ اس بات کا یقین رکھتا ہے یہ سارے تقاضے منجانب اللہ پورے ہو تے
ہیں ۔وممارزق نھم یون فیکون...اور ہمارے دئیے ہو ئے رزق میں سے خرچ کر تا
ہے ۔دئیے ہو ئے رزق میں سے خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ زندگی جس کا
مطلب ہے وسائل کے جو کچھ وسائل اس کو حاصل ہیں ان وسائل کے بارے میں

وہ یہ جا نتا ہے کہ اس میں میرا کوئی عمل داخل نہیں ہے یہ وسائل اللہ تعالیٰ
کے دئیے ہو ئے وسائل پر جب آپ غور کریں گے تو انسان کی بنیادی ضرورت کی
سب سے پہلی ضرورت ہے رزق سے پانی ہو تا ہے سب واقف ہیں تو اگر پانی نہ
ہو تو رزق کی تکمیل نہیں ہو گئی ۔اس پانی کے بارے میں آپ جب غوروفکر
کریں گے جیسے کہ ایک متقی آدمی کر تا ہے تو ایک ہی بات سمجھ میں آئے گی
کہ پانی کی پیدائش میں پانی کے پھیلا ئو میں پانی کے اندر معایت اور صلاحیت
میں انسان کا کسی بھی طرح کو ئی عمل داخل نہیں پانی زمین کے اندر پیدا ہو
تا ہے ،پانی زمین کی بہت زیادہ گہرائی میں پیدا ہو تا ہے ،پانی برسات سے پیدا
ہو تا ہے ،پانی پہاڑوں پر جب برف جمتی ہے اس کے پگلنے سے پیدا ہو تا
ہے ،ندی ،نالے ،دریا ،سمندر جہاں جہاں بھی پانی ہے اس کے بارے میں آپ جب
غور کریں گے تو ایک ہی بات آپ کی سمجھ میں آئے گی کہ پانی کی پیدائش
انسان کا کو ئی عمل داخل نہیں ہے ۔یعنی کہ وہ پانی پیتا ہے ،وہ پانی استعمال
کر تا ہے ،تو اس کے ذہن میں یہ بات ہو تی ہے کہ میںاللہ کا بنا یا ہوا اللہ کا
تخلیق شدہ اللہ کا دیا ہوا پانی پی رہا ہوں انسان کی دوسری بنیادی ضرورت
ہوا ہے ہوا کے بارے میں بھی یہی ہے یہ الگ بات ہے کہ ہوا کسی بنتی ہے ابھی
میں محمد رسول اللہﷺ کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا کرم
کیا سالہ سال کا میرا خواب تھا دو دن میں چھپ وا دی اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ
کی دعائوں سے چھپوادی ۔ اس میں ہوا کے بارے میں پڑھا ہوا کیا ہو تی ہے تو
اس میں باقی رسول ہو تا ہے کہ ہوا بنتی کیسے ہے؟ہوا ہے کہ تو ہوا جو ہے
بھی اس ہوا کی تخلیق میں انسان کاکوئی عمل داخل نہیں آپ سوچیں کتنا ہی
سوچ لیں ہے ہوا کی تخلیق میںہوا کے استعمال میں ،ہواجس طرح انسان کی
زندگی کو آگے بڑھاتی ہے ا س عمل میں انسان کا کوئی عمل داخل نہیں وممارز
قنهم یون فیکون ...اور وہ اللہ کے دئیے ہو ئے وسائل خرچ کر تا ہے ۔وہ بھی اللہ
کے دئے ہو ئی ہے اس کے بات آکسیجن کا نمبر آتا ہے۔ وہاں بھی ا نسان کا کو
ئی عمل داخل نہیں۔ اس کے بعد زمین آتی ہے جس زمین پر آدمی رہتا ہے ۔
زمین کو اللہ تعالیٰ نے مختلف نکات میں بنایا کہیں زمین سخت ہے ،کہیں زمین
نرم ہے، کہیں زمین دلدل ہے ،کہیں زمین چٹان ہے ،کہیں زمین کے اوپر آپ
دیکھیں گے ریگستان ہے ،کہیں زمین سمندر ہے ،جو بھی زمین ہے ۔ اس زمین
کی تخلیق میں انسان کا کو ئی زمین کو اللہ تعالیٰ نے نے ا تناسخت بنا دیا ہے کہ
آپ اس پر چلتے چلتے اس پر گر جائیں ،اور زمین کو نہ اتنا نرم بنا دیا ہے کہ آپ
کے پیر اس میں دھس جائیں آپ چل ہی نہ سکیں۔جبکہ زمین دلدل بھی ہو تی
ہے، زمین چک بھی ہو تی ہے تو زمین کو اس طرح اللہ تعالیٰ نے بنایا کہ آپ اس
میں سے اپنے لئے روزی پیدا کر یں مثلاً گیہوں بوئیں،باجرہ بوئیں ،گنا بوئیں تو جب
زمین کی تخلیق کا تذکرہ آتا ہے تو وہاں بھی انسان جب سوچتا ہے تو بے بسی
کے علاوہ اسے کچھ نظر نہیں آتا زمین کی تخلیق میں بھی انسان کا کو ئی داخل
نہیں ۔پھر زمین کے اندر آپ دانا ڈال دیں ،گیہوں ڈال دیں تو سب سے پہلی بات

تو یہ ہے کہ گیہوں کا دانہ ہی آپ نہیں بنا سکتے جب بھی بنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنا یا گیا ہے ۔سائنس اس بات کا تو دعویٰ کر سکتی ہے کہ ہم چاند پر چلے گئے لیکن سائنس نے گیہوں کا دانہ بنا کر نہیں دیکھا یا تو زمین بھی اللہ کی گیہوں کا دانہ بھی اللہ نے بنا یا اس گیہوں کے دانے کو نشوونما دینے والابھی پانی اللہ نے بنا یا زمین کے اندر نوع کی گروت کرنے کی صلاحیت بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی جب پھل لگ گیا تو اس کو پکا نے کے لئے سورج کی دھوپ بھی اللہ نے بنا ئی ہےتو سوج کی وھوپ میں بھی آپ کا کو ئی عمل داخل نہیں ہے ۔سورج نکلتا ہے آپ کی کھیتی کو پکا دیتا ہے۔پھر اسکے پکنے کے بعد آپ اس دانوں کو جس طرح بھی الگ کر تے ہیںوہ الگ کر نے والی بھی چیزیں سب اللہ کی بنا ئی ہو ئی ہیں ۔اگر آپ لکڑی سے الگ کر تے ہیں تو درخت بھی ا للہ نے اگایا آپ درخت نہیں اگا سکتے ۔یعنی آپ بیج تو بو سکتے ہیں درخت کا بیج نہیں بنا سکتے۔پتھر میں چکی میں آپ نے گندم ڈالاپیسا آٹا بنا یا اس پتھر کو جس سے چکی بنی اس میں بھی اس طرح کا کوئی عمل داخل نہیں ہے ۔پتھر بھی اللہ تعالیٰ نے بنا ئے ہیں ۔پھر آپ نے آٹا گوندا ظاہر ہے پانی بھی اللہ کا بنا یا ہوا ہے ۔اب آپ نے اس آٹے کو آگ پر پکا یا آپ آگ بھی نہیںبنا تے آگ پر آپ نے توا رکھا یعنی لو ہا بنایا معدنیات بھی آپ نہیں بنا سکتے لوہا بھی پ نہیں بنا سکتے پھر آپ نے وہ روٹی کھا ئی روٹی کھا نے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ایک نظام بنا یا دانت بنا ئے حلق بنایا میدہ بنایا آنتیں بنا ئی نظام ہضم بنا یا اس میں بھی آپ داخل نہیں وممارزقنھم یون فیکون ...وہ جو کچھ بھی وسائل استعمال کر تے ہیں ان کے مشا ہدہ میں یہ بات ہو تی ہے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے ۔یعنی انسان کی پیدائش بھی اللہ کی طرف سے ہے ۔انسان خود پیدا بھی نہیں ہو سکتا انسان کی جو ضروریات زندگی ہیں وہ بھی اللہ کی طرف سے ہیں نہ وہ پانی بنا سکتا ہے ،نہ وہ زمین بنا سکتا ہے ،نہ وہ بیج بنا سکتا ہے ،نہ وہ سورج کی دھوپ بنا سکتا ہے ،نہ وہ چاند کی چاندنی بنا سکتا ہے ،نہ اس میں مٹھاس ڈال سکتا ہے ،نہ اس میں نمکیات پیدا کر سکتا ہے یعنی جتنا بھی آپ غور کریں گے تو آپ کو ایک ہی بات سمجھ میں آئے گی کہ انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا سب اللہ کے ہاتھ میں ہے اب اس آیت کو دوبارہ پڑھیں الم ذلک الکتاب ...یہ کتاب لا ریب وفی...نہیں شک اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہے ھدی للمتقین اور یہ کتاب ان لوگوں کوہدایت دیتی ہے جو متقی ہیں ھدی للمتقین متقی لوگ کون ہیں ۔الذین یومنو نا بالغیب...کہ غیب ان کے مشاہدہ میں ہے ان کی آنکھ کھلی ہو ئی غیب مشاہدہ میں ہو نے کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کو دیکھتے ہو ئے آسمانیوں کی دنیا سے روشناس سے ممتاز ہے ،فرشتوں سے متعارف ہیں ۔ تخلیقی کائنات میں جو ایک سسٹم اللہ تعالیٰ نے بنا دیا ہے سسٹم کو جان کر پہنچان کراس سسٹم کو بنانے والے سے متعارف ہے کہ جس نے سسٹم بنا یاوممارزقنھم یونفیکون...یہ سب اللہ کی طرف سے ہے ۔وہ خالق کائنات کو بھی جا نتا ہے ۔خالق کائنات کی صفات سے بھی واقف ہے اور خالق کائنات نے جو

تخلیق کی ہے اس تخلیق سے وہ واقف ہے اور اس تخلیق کو وہ غیب کی دنیا یا
ظاہر کی دنیا اس سے وہ واقف ہے اولیک الاھدی...قرآن پاک کی اس آیت میں
اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ اصول بیان کر دیا ہے ۔ اگر قرآن پاک کو
سمجھنا ہے تو پہلی بات تو یہ ہے دماغ میں شک اور وسوسہ نہیں ہونا چاہئے
اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کوسمجھنے کے لئے آپ کا متقی ہونا ضروری
ہے ۔متقی کی تعریف یہ ہے غیب کا مشاہدہ غیب می دنیا سے واقفیت حاصل ہو
۔غیب کی دنیا کی واقفیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ غیب کی دنیا
میں اللہ تعالیٰ سے بھی واقفیت حاصل ہو اور انسان کو اس بات کا علم ہو
میری زندگی کا دارومدار اللہ کی عنایت اللہ کی مہربانی اور اللہ کے پیدا کر دہ
وسائل سے ہے ۔اگر یہ سورتیں نہیں ہو نگی تو قرآن سمجھ میں نہیں آئے گا ۔
یہ حصہ ہے قرآن کا جس میں معاد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے ۔معاد
میں ایک بنیادی بات اللہ تعالیٰ یہ بتاتے ہیں کہ غیب کے علاوہ اس پوری کا ئنات
میں کسی چیز کی کو ئی حیثیت ہی نہیں ہے ۔اس ساری کائنات اس کائنات میں
تمام مخلوقات مخلوقات میں تمام نوعیں نوع میں تمام افراد افراد میں جتنے بھی
مثلاً نوعیں ہیں ان کے الگ الگ جو زندگیا ں ہیں وہ سب کی سب اگر آپ غور
کریں تو غیب کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔اب انسان کا مطالعہ کریں انسان جب پیدا
نہیں ہوا تھا تو عالم ارواح میں تھا عالم ارواح غیب ہے یعنی انسان اس دنیا میں
غیب کی دنیا سے آیا نہ اسے بھوک لگتی ہے ،نہ اسے پیاس لگتی ہے ،نہ وہ چلتا
ہے ،نہ وہ پھرتا ہے ،نہ کسی قسم کا تقاضہ اس کے اندرہو تا ہے ،تو روح کے
بارے میں کوئی آدمی جانتا ہی نہیں ہے اس کا مطلب ہے روح غیب ہے تو انسان
کی بنیاد جو ہے وہ غیب پر ہے یعنی انسان اصل انسان جو ہے پھر انسان ایک
روح کا بنا یا ہوا لباس ہے یا روح کی بنا ئی ہو ئی ایک تصویر ہے اس تصویر کی
حرکت پر جب ہم غور کرتے ہیں تو یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آتی ہے
کہ اس تصویر کی تمام حرکات و سکنات اطلات کے اوپر قائم ہے ۔انفارمیشن کے
اوپر قائم ہے جس پر ساری زندگی کا درومداراس انفارمیشن کو بھی ہم نہیں جا
نتے کہاں سے آگئی۔یہ بھی ہمیں علم نہیں انفارمیشن کیا ہے ہے۔ہمیں تو کبھی
اس بات کا احساس ہی نہیں ہوا کہ ہمیں بھوک کیوں لگتی ہے ؟ہمیں پیاس
کیوں لگتی ہے ؟ہمیں غصہ کیوںآتا ہے ؟ہم ہنستے کیوں ہیں ؟ہم بولتے کیوں
ہیں ؟ایک خیال آتا ہے اس خیال کے تحت غصہ آتا ہے اس خیال کے تحت ہم
ہنستے ہیں تیسرے خیال میں ہم کہتے ہیں یہ ہمارا بیٹا ہے یہ ہماری اماں ہے
یہ ہمارا ابا ہے خیال کے علاوہ انفارمیشن کے علاوہ زندگی کا ایک لمحہ بھی آپ
نہیں کہیں سے انفارمیشن آئے گی آپ کو ملے گی آپ کے اندر تقاضہ پیدا ہو گا
اس تقاضہ کی تکمیل ہو گی اس تقاضہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ آپ کو لیکن
سوال یہ ہے ۔ انفارمیشن اور یہ انفارمیشن کہاں سے آتی ہے ۔ مثلاً ہم کہتے
ہیں پیاس لگی ایک سوال یہ ہے کہ پیاس کیا چیز ہے ؟صاحب پیاس ایک تقاضہ
ہے پانی پینے کا صیحح بات ہے اردو میں پیاس کو تقاضہ کہتے ہیں لیکن یہ پیاس

کا تقاضہ پیدا کہاں ہوایعنی دماغ میں پیدا ہوا تو دماغ میں پیاس کے علاوہ دوسر
تقاضہ پیدا ہو نگے وہ کہاں سے پیدا ہو نگے ہاب اس کا کوئی جواب نہیں دیا کہ
پانی پینے سے اندونی سسٹم کو سیرابی کی ضرورت ہے ہم نے پانی پیاہےہم کو تو
یہ پتا ہی نہیں پیاس کیا چیز ہے اچھا اگر آپ کو پتا بھی ہے اس بات کا آپ کو
علم ہے کہ پیاس جہاں لگتی ہے پیاس کا تقاضہ جہاں پیدا ہو تا ہے وہ آنکھ
آپ کے اندرونی اس نظام میں ہے جو اس نظام کو آپ کی ظاہری آنکھ نہیں
دیکھ سکتی ہےتو اس کا مطلب ہے پیاس لگنا یہ بھی بات ہے بھوک لگنا یہ بھی
غیب ہے ،شادی کا تقاضہ پیدا ہو نا یہ بھی غیب ہے ،گرمی سردی کااحساس یہ
بھی غیب ہے ،آپ دیکھئے ایک آدمی مرا ہوا ہے نہ اسے سردی لگتی ہے نہ اسے
گرمی لگتی ہے جب تک اس کا اندورنی نظام برقرار جب تک اس مادی جسم کا
تعلق اندورنی نظام سے ہے جو اندونی نظام آپ نہیں دیکھتے جو آپ کے لئے غیب
ہے اس وقت تک آپ کے اندرحرکت ہے اگر اس اندرونی نظام سے اس اندرونی
جسم سے آپ کا تعلق ٹوٹ جا ئے تو آپ کے اندر نہ کوئی حرکت ہے نہ اس کا
مطلب یہ ہوا کہ آپ غیب کے علاوہ کچھ نہیں اسی صورت سے اب گیہوں ہے
گیہوں آپ کھا تے ہیں اس کے اندر توانائی ہو تی ہے کیا اس توانائی کو آپ
دیکھتے ہیں ؟وہ توانائی آپ کے سامنے ہے؟ آپ دودھ پیتے ہیں دودھ کے بنا نے میں
کیا منشاہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیںوہ اللہ ...وہ اللہ جو تمہیں
گوبر کے بیچ میں سے دودھ نکال کر دیتا ہے آپ کو علم ہی نہیں ہے دودھ کیسے
بنتا ہے تو جتنا بھی آپ غوروفکر کریں گے تو ایک ہی بات آپ کی سمجھ میں
آگئے گی کہ انسان غیب کے علاوہ ہرگز کچھ نہیں ہر چیز مثلاً دل ہے آپ کا وہ
آپ کو نظر نہیں آرہا ہےیہ بھی آپ کے لئے غیب ہےآپ کے اندر خون دوڑ کر رہا
ہے وہ بھی آرائی بھی غیب ہے تو انسان غیب کی دنیا سے کسی بھی طرح انکار
نہیں کر سکتا الذین یومنونا با الغیب ...متقی لوگ وہ ہیں جوغیب کی دنیا سے نہ
صرف یہ کہ متعارف ہیں کہ غیب کی دنیا کا مشاہدہ کر نا ہمشاہدہ کس طرح
ہو تا ہے ان میں شک نہیں ہو تا جب شک نہیں ہوگا تو یقین ہو گا اگر وہی بات
ہے شک ہو گا یا یقین ہو گا جہاں شک ہو گا وہاں یقین نہیں ہو گا جہاں یقین
ہوگا وہاں شک نہیں ہو گا تو اس یقین کی بنیاد پر ان کے اندر ایسا تفکر پیدا ہو
جا تا ہے اس تفکرسے وہ یہ سمجھنا چاہتے ہیں ہماری زندگی کہاں سے شروع
ہو ئی کہاں ختم ہو ئی کیوں پیدا ہو ئے ہماری تخلیق کا مقصد کیا ہے ہم جب
مرنا نہیں چاہتے تو مر کیوں جا تے ہیں ؟بوڑھا نہیں ہو نا چاہتے تو بوڑھے کیوں
ہو جاتے ہیں ؟ہم کھا نے پر کیوں مجبور ہیں ؟پانی پینے پر کیوں مجبور ہیں ؟ہم
سونے پر کیوں مجبور ہیں ؟سونے کے بعد بیدار ہو نے پر کیوں مجبور ہیں ؟چلنے
پھرنے پر کیوں مجبور ہیں ؟کیوں کہ انسان کی زندگی کا مطالعہ کر یں گے تو
اس کی ایک مجبوری بھی ہے کھا نا مجبوری ہے پانی پینا مجبوری ،سو
نامجبوری ، سونے کے بعد بیدار ہو نا مجبوری ،کھا نے کے لئے پیداوا رمجبور ی یعنی
انسان آپ دیکھیں کہاں آئے گا انسان اپنا مطالعہ کر تا ہے تو اس کو ذہن میں

اس کے علاوہ ہر گز کو ئی بات نہیں آسکتی کہ انسان غیب کی دنیا میں بستہ
ہے ۔غیب کی دنیا سے اس دنیا میں آگیا اس دنیا میں آنے کے بعد اس کی زندگی
سے متعلق جتنی بھی چیزیں وہ بھی سب غیب ہے ،پانی بھی غیب ہے ،ہوا بھی
غیب ہے ،ہوا نظر نہیں آتی آکسیجن بھی غیب ہے ،سورج کی دھوپ نظر آتی ہے
دھوپ کیا ہے ؟یہ بھی غیب ہے چاند کی چاندنی سے آپ کے پھلوں میں میٹھاس
پیدا ہو تی ہے ۔چاند کی چاندنی بھی غیب ہے آپ یہ کہہ دینا کہ کوئی آدمی کہتا
ہے یہ سورج ہے کیا ہے کیا بھٹی سلگ رہی ہے یہ بھی سنی سنائی بات ہے ہوے
سنی سمنائی بات پر یقین نہیں کر تے وہ مشا ہدے پر اور جب آدمی متقی ہو تا
ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وہی متقی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دو
باتیں فرمائی ہیں ۔ایک مسلمان ہے ایک مومن ہے کہا جا تا ہے یہ مسلمان تو
ہیں لیکن ابھی ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا ایمان سے مراد یقین یقین
سے مراد مشاہدہ ایک مسلمان تو یہ ہو گئے زبانی ہماری خرچ تو ہے بھئی ہم
اللہ کو مانتے ہیں لیکن ابھی ان کے اندر یہ مشاہدہ کی قوت جو ہے وہ بیدار
متحرک نہیں ہے ...ابھی دلوں میں یقین داخل نہیں ہوا مشاہدہ کی قوت پیدا
نہیں ہو ئی تو انسان کی تخلیق کا اگر آپ مقصد تلاش کر یں ۔اس کے علاوہ
کچھ نہیں کہ انسان اپنی زندگی کو تلاش کرے انسان پیدا ہو نے کے متعلق پیدائش
کے بعد جو اس کی زندگی ہے اس میں مظاہرے دنیا کا کتنا عمل داخل ہے ۔اور
غیب کی دنیا کا کتنا عمل داخل ہے ۔پھر یہ سب جب مظاہرات کی دنیا سے
دوسری دنیا میں منتقل ہو رہا ہے وہ زندگی کیا ہے ۔وہاں کی دنیا کیسی ہے
وہاں کیا ہو گا انسان پیدا ہو تا ہے جس روز اسی روز سے اس کی زندگی بہ کا
ر ہوجاتی ہے یعنی یہ سمجھ لئے جس روز وہ پیدا ہو تا ہے اسی روز سے اس
کی زندگی اچھی ہو جا تی ہے وہ جو بھی کچھ کر تا ہے ہاتھ ہلا تا ہے، کان ہلا
تا ہے ،پلک جھپکتا ہے ،کروٹ لیتا ہے ،بیٹھتا ہے، لٹتا ہے، سو تا ہے ،جاگتا ہے ،اس
کی ہر ہر چیزیعنی اس کی زندگی کا ہرعمل ریکارڈ ہو رہا ہے ۔وما ادرک
ماعلین ...وماادرک ماسجین... کتاب المرقوم اے پیغمبر ﷺ آپ کیا سمجھے اعلیٰ
اوصاف کے آپ کیا سمجھے کہ شیطان اوصاف کیا ہے ۔کتاب المرقوم ایک لکھی
ہو ئی کتاب ہے یعنی اس کا ان سب کے حساب سے ایک ویڈیو فلم ہے ویڈیوفلم
سے مراد یہ ہے کہ جیسے ہی بچہ پیدا ہو ا اسی دن سے ویڈیو فلم بننا شروع ہو
جاتی ہے ۔حضور قلندر باباولیاء نے مجھ سے فرمایا کہ جس روز بچہ پیدا ہو تا
ہے اور جب تک آدمی اس دنیا میں رہے کر مر تا ہے ۔مستقیل ایک آدمی کے اوپر
بیس ہزار فرشتوں کی ڈیوٹی لگی ہو تی ہے ۔ یعنی بیس ہزار فرشتے
ہمتاًانسان کی زندگی کو ریکارڈ کر تے ہیں ۔بیس ہزار فرشتے اس کے اندر
حرکت پیدا کر تے ہیں ۔بیس ہزار فرشتے اس کے اندر تقاضے پیدا کر تے
ہیں ،بیس ہزار فرشتے انسپائرکرتے ہیں،بیس ہزار فرشتے اس کے اندرایسی
اطلات منتقل کر تے رہتے ہیںاس اطلات کی بنیاد پر آد می متحرک او ر زندہ رہتا
ہے آپ غور فرمائیں اگر آپ کوزندگی کے بارے میں خیال نہ آئے آپ زندہ نہیں رہے

گے ،اگر آپ کو کھانے کا خیال نہ آئے یعنی بھوک نہ لگے،اگر آپ کو پانی پینے کا
خیال نہ آئے یعنی پیاس نہ لگے آپ کبھی بھی پانی نہیں پئے گے ،اگر آپ کو یہ
خیال نہ آئے کہ مجھے باپ بننا ہے تو کبھی خیال نہیںآئے گا ،دنیا کا کوئی بھی اس
وقت آپ کرتے ہیں جب کام سے متعلق آپ کو اطلات فراہم ہو اور وہ اطلاع
ایسی اطلاع نہیں ہے۔آپ چاہیں تو اسے نظر انداز کر دیں ،چاہے تو اس اطلاع کو
معنی پہنائیں چاہے تو اس اطلاع میں معنی نہیں پہنا ئیں گے اگر بھوک کی طرف
فراہم کی گئی تو لازم ہے آپ کو کھا نا ہی کھا نا ہے ،کھا نا آپ کی مجبوری
ہے ،آپ بھوکے نہیں رہ سکتے اگر آپ کو یہ اطلاع فراہم کی گئی کہ پانی پینا
آپ کی مجبوری ہے آپ پانی پئے بغیر نہیں رہ سکتا ،اب کہتے ہیں نہ ہم پانی
پیتے ہیں ،اگر آپ پانی پیتے ہیںاور پانی پینا آپ کا عمل ہے پانی پینے میںآپ کا
اختیار ہے تو ایک دو دن پانی پی کر نہ دیکھا ئو اگر پانی پینا آپ کا اختیاری عمل
ہے توپانی نہ پینا آپ کا اختیاری عمل ہو گا نہ آپ کتنے دن پیاسے رہ سکتا
ہے ،کتنے دن بھوکا رہ سکتا ہے ،پانی پینا بھی اختیاری عمل ہے ،آپ کتنے دن
پیاسے رہ سکتے ہیں ،کتنے دن بھوکے رہ سکتے ہیں ،کتنے دن بغیر سوئے ہو ئے
رہ سکتے ہیں کوئی اختیار نہیں اختیار کیا ہجتنا بھی آپ غور کریں گے انسان
مجبوری بحث ہے کوئی اختیار زیر بحث نہیں اختیار کیا حاصل ہے ہاطلاع میں
معنی پہنانے کا اسے اختیار حاصل نہیں ہے اطلاع کو رد کرنے کا اسے اختیار حاصل
نہیں ہے ہمثلاً آپ کو یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسپائر کیا کچھ پیئوں کوئی

l i qud

جسم کے اندر جا نی چاہئے ہآپ تعمیر پر مجبور ہیں اختیار کیا ہے آپ دو گلاس
کے بجائے آدھا کلاس پانی پئیں اختیار کیا ہے آپ شربت پی لیں شربت کی جگہ
چائے پی لیںاختیار کیا ہے آپ چائے کی جگہ دودھ پی لیں لیکن پینے کے عمل سے آپ
انکار نہیں کر سکتے جو اطلاع آپ کو دئے دی گئی ہیں اس وقت جسم کی سیرابی
کے لئے کو ئی

liqud

چیز آپ کے اندر جانی چاہئے آپ مجبور ہیں

l i qud

چیز آپ کوو جسم کے اندر داخل کر نا ہی ہے ہمثلاً آپ پانی کے بغیر رہ سکتے
ہیں ہکوئی زندگی کا کوئی عمل بتائیں کہ صاحب جی ہمارا اختیاری عمل جب
انسان زندگی کے عمل کواپنا ذاتی عمل سمجھا نے لگتا ہے ہکیوں کہ یہ قانون
قدرت کے خلاف ہے کہ اس کی زندگی کا کو ئی عمل ذاتی نہیں ہے کہ اسی
بنیاد پر انسان کے اندر شک اور وسوسے پیدا ہو تا ہے ہجب تک انسان اپنی زندگی
کو اللہ کے طادے رکھتا ہے اوراس کے ذہن میں وممارزقنھم یونفیکون ...رہتا ہے
کہ اللہ کا دیا ہوا خرچ کرتے ہیں اللہ کی دی ہو ئی صلاحیتوں سے کام لیتے

ہیں ۔اللہ کی دی ہوئی زندگی سے حرکت کرتے ہیں اللہ کی دی ہو ئی نیند سے سوتے ہیں ۔اللہ کی دی ہو ئی بیداری سے بیدار ہو تے ہیں اس وقت تک انسان کے اندر شک پیدا ہو تا ہے۔ آپ غور فرمائیں آپ کی کچھ ذاتی چیز ہے ہی نہیں اور اس کو آپ اپنی ذاتی چیز سمجھنا قانون کے خلاف وہ قانون کے خلاف چلے کا اس کے اندر یقین کا پٹرن کیسے ہو گا ۔اس کی بغاوت کر دی اللہ کے لئے باقی آدمی کے اندر یقین نہیں ہو تا ۔فرنبدار لوگوں کے اندر یقین ہو تا ہے۔ باقی لوگوں کے اندر نیکی ہو تی ہے۔ اس وقت کی دنیا میں آپ غور فرما ئیںہر شخص ایک ہی بات کہہ رہا ہے۔ میں جی رہا ہوں میں کام کر رہا ہوں میں کھا نا کھا رہا ہوں ،میں پانی پی رہا ہوں ،یہ میرے بچے ہیں ،یہ میرا شوہر ہے ،یہ میری بیوی ہے مجھے گرمی لگ رہی ہے ،مجھے سردی لگ رہی ہے بھئی آپ مر جا تے ہیں جسم تو آپ کا ٹھیک ٹھاک رہتا ہے آپ کو سردی کیوں نہیں لگتی ؟ آپ کو بھوک کیوں نہیں لگتی ؟ آپ کوپیاس کیوں نہیں لگتی ؟بولوبراز کے قاعد کیوں نہیں ہو تی ؟جسم تو موجود ہے تو اس کا مطلب ہے آپ کو اس بات کا علم ہی نہیں ہے کہ آپ زندگی گزاریں آپ زندگی نہیں گزار سکتے ۔اللہ کا قانون ہے، اللہ کا نظام ہے، ایک سسٹم ہے وہ سسٹم جب تک آپ کے اندر جاری وساری ہے آپ زندہ ہیں اور جب وہ سسٹم آپ کے اندر جاری وساری نہیں رہتا ایک لاش ہے

dade body

ہے ۔کتنا بھی آپ غور کرلیں کہ انسان کو اپنی ذات سے کو ئی اختیار نہیں کہیں نظر نہیں آرہا آپ بتائیں کر تے ہیں ؟بتائیں کب کر تے ہیں جب آپ کو خیال آتا ہے خیال کہاں سے آتا ہے؟ پتا نہیں ؟تو خیال جہاں سے بھی آتا ہے آپ کوعلم نہیں ہے برحال آپ کو سنا غیب سے آتا ہے ۔غیب کیا ہے ؟پتا نہیں غیب میں انفارمیشن سے متعلق اللہ تعالیٰ کے کیا نظام ہیں معلوم نہیں ہمیں جو انسائریشن ہو تا ہے وہ کیا ہے ؟معلوم ہی نہیں پیدا ہونے سے پہلے کا معلوم ہی نہیں ہمارا بچپن ہماری جوانی ہمارا لڑکپن کہاں گیا؟ معلوم نہیں ہم سوچتے کیوں ہیں معلوم نہیں ہمارے لئے اللہ نے یہ زمین بنا دی کیوں بنا دی؟ معلوم نہیں اور اگر آپ کیلئے زمین بنا ئی تو زمین پر جتنی بھی مخلوق ہے سب کے لئے اللہ نے زمین بنا ئی اور آپ کی اس میں کیا خصوصیت ہے ،ہوا بھی سب کے لئے بنا ئی،پانی بھی سب کے لئے بنا یا،زمین بھی سب کے لئے ہے ،سورج بھی سب کے لئے ہے ، چاند بھی سب کے لئے ہے ۔اب دیکھئے نہ سورج نکلتا ہے اس سے حشرات و نر بھی مستفیل ہو تے ہیں اس سے بھیڑ بکریاں بھی مستفیل ہو تی ہیں ،اس سے درخت بھی مستفیل ہو تے ہیں ،اس سے پودے بھیء مستفیل ہو تے ہیں دھوپ پہاڑوں پر بھی پڑھتی ہے، دھوپ مندرمیںبھی پڑھتی ہے، دھوپ مسجد میں بھی پڑھتی ہے، دھوپ بت پر بھی پڑھتی ہے،دھوپ کچڑ میں بھی پڑھتی ہے ،آپ کی کیا خصوصیت ہے آپ کہتے ہیں نہ یہ سب ہمارے لئے بنا یہ ساری دنیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے تخلیق کر دی مافی سماوت...اللہ تعالیٰ فرما

تہ ہیں میں نے تمہارے لئے سب کو منتقع کر دیا جوو کچھ آسمانوںمیں ہے جو کچھ
زمینوں میں ہے وہ سب کا سب تمہارے لئے محکوم ہے ۔آپ کو تو یہ پتا نہیں
زمین کیا ہے ؟ہمیں تو یہ علم نہیں آسمان کیا ہے سنی سنائی بات ہے کہ ایک
آسمان ہو تا ہے اس میں فرشتے ہو تے ہیں ایک عرش ہو تا ہے یک کر سی ہو
تی ہے اللہ میاں ہیں وہاں بیٹھے ہو ئے تو سنی سنائی بات کو آپ اصلی بات
نہیں کہہ سکتے ۔انسان اس قدر جاہل کمزور اور ظالم ہے کہ کبھی وہ یہ
سوچتا ہی نہیں کہ میں کیا ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں ؟کیوں چل رہاہوں ؟کون
سا میڈیم ہے اس میں جو میرے اندر سوچ پیدا کر رہا ہے ؟کون سا میڈیم ہے جو
مجھے چلا رہا ہے کون سا سسٹم ہے جو مجھے بھوک لگا رہا ہے ؟بھوک لگا نے کے
بعد کھا نا ہضم بھی کر رہا ہے ؟میرے اندر نئی نئی خواہشات بھی پیدا ہو جا تی
ہے ؟میرے اندر تجسّس پیدا ہو جا ئے گا ؟میں نئی نئی ایجادات بھی کر رہا ہوں؟
ایجادات کا سہرا جو انسان اپنے سر پر سجا لیتا ہے لیکن کبھی انسان نے یہ نہیں
سو چا کہ ایجادات میں جوبھی وسائل استعمال ہو رہا ہے وہ سب اللہ کے دئیے
ہو ئے ہیں۔کوئی انسان وسائل کے بغیر تو ایجاد نہیں کر سکتا مثلاً موجودہ
سائنس ہے اب اس میں کہینہ کہیں لوہے کا عمل داخل ہے جن چیزوں سے
ایجاد ہو رہی ہے اس میںلوہے کا عمل داخل ہے تو بغیر لوہے کے عمل کوئی چیز
ایجاد کر کے دیکھا ئیں ۔اچھا اگر اللہ تعالیٰ ذہن نہ دے سوچ ہی نہ ہو ،تفکر ہی
نہ ہو ،دماغ میں نئی نئی بتائیں ہی نہ آئیں ۔ایک میری سمجھ ہے میری سوچ ہے
اگر دماغ کے اندر وہ خیال نہ آئے کوئی اطلاع نہ آئے تو عقل بھی آپ کی ہے آپ
کیسی بات کے بارے میں سوچتے ہو سمجھنے کی کوشش اور آپ کا خیال آتا ہے
کہ کس طرح کریں یہ خیال کہاں سے آیا اور کبھی ایسا ہو تا ہے آپ سو چتے
رہتے ہیں ۔آپ کہتے ہیں بھئی دماغ کام نہیں کر رہا ایسا ہو تا ہے نہ تو آپ کو
تو یہ بھی علم نہیں عقل کیا ہے؟سوچ کیا ہے ؟ خیالات کیا ہیں ؟ذہن کیا ہے ؟
دماغ کیا ہے ؟حافظہ کیا ہے ؟یعنی انسان کنی طورپر بے خبر ہے اور دعویٰ یہ کر
تا ہے مجھے سب کچھ آتا ہے یہ سب کچھ آنے کا جو دعویٰ ہے اس سے بھی اس
کو کوئی کثرت حاصل نہیں ۔کہیں سے کوئی خیال آرہا ہے تو وہ کہتا ہے میں
بڑا عقل مند ہوں اب میں آپ کے سامنے تقریر کر رہا ہوں میرے دماغ میں
خیالات ہی نہ آئیں کیا میں تقریر کر سکتا ہو ں آپ کے دماغ میں میری بات سن
کر اس کا مفہوم اخذ کرنے کی صلاحیت ہوجا ئے اور تو یہ جو آپ اتنے سارے لو گ
بیٹھے ہو ئے ہیں جو سن رہے ہیں یہ سنے کا عمل سنانے کا عمل آپ بتائیے اس
میں آپ کا ذاتی اختیارکیا ہے ہے کو ئی ذاتی اختیاراس کا مطلب ہے انسان بے
اختیار ہے کوئی اختیار نہیں بس اتنا اختیار ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو انفارمیشن
میں معنی پہنانے کا اختیار دیا ہے لیکن معنی پہنانے کا اختیار بھی اللہ ہی دیتا
ہے ۔اگر انسان کے اندر سوجھ بوجھ ختم ہوجا ئے اللہ کی دی ہو ئی سوجھ بوجھ
ختم ہو جا ئے تو وہ کیا اختیار استعمال کر سکتا ہے ۔ اختیار بھی تو سوجھ بوجھ
کی وجہ سے ہی وہ استعمال کر رہا ہے سوجھ بوجھ ہی ختم ہو جا ئے ایک پاگل

آدمی ہو تا ہے اس کو کو ئی اختیار ہی نہیں اس میں کو ئی قانون کی کتابیں
نہیں ہو تی ان تمام باتوں میں اگر آپ غور کریں تو ایک ہی بات سمجھ میں آئے
گی کہ انسان کا رشتہ اور ماں کا غیب کے ساتھ براہ راست ہے انسان جو کچھ
استعمال کر تا ہے وسائل استعمال کر تا ہے اس کا تعلق براہ راست اللہ سے
ہے ۔جیسے میں نے آپ سے کہا پانی ،ہوا،آکسیجن ،درخت،
زمین ،آسمان ،سورج ،چاند ،بارش یہ کیا ہیں ؟ان کا تعلق کہاں سے ہے ؟غیب
سے ہے ان کا تعلق تو انسان غیب کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔اور جب انسان اس
قانون سے واقف ہو جا تا ہے اور اس قانون پر عمل درامت کے بعد انسان غیب و
شعور ہو جا تا ہے ۔ اس کو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اب یہ بندہ متقی ہو گیا کیوں
کہ متقی ہو گیا کیوں کہ غیب و شعور سے واقف ہو گیا اس کو اس اللہ کے
علاوہ کچھ نہیں ہے اب یہ اللہ کی کتاب کوسمجھا تا ہے پھر غیب کو آپ غیب
سے سمجھیں گے یا غیب کو ظاہر سے سمجھیں گے ۔قرآن تو غیب ہے قرآن کے
ہر حروف میں ،ہر لفظ میں، ہر آیت میں اللہ کی تجلیات چھوپی ہو ئی ہیں
اللہ کا نور چھوپا ہوا ہے ۔تو جب آپ اللہ کے نور سے ہی واقف نہیں ہیں تو
تجلیات سے ہی واقف نہیں ہیں ۔غیب کی دنیا سے واقف نہیں ہیں تو ان آیاتوں
کا مفہوم کیسے آپ کے ذہن میں اس لئے روحانی بندے کے لئے تصّوف کے مسافر
کے لئے سالق یہ لازم میاس کہ اندر یقین کا پیٹرن اتنا مضبوط اور مستحکم ہو
کہ اس یقین سے وہ آسمانی دنیا کا بھی مشاہدہ کرے ،زمین کی اندر کی دنیا کا
بھی مشاہدہ کر ے ،فرشتوں کو بھی دیکھے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا براہ راست
تعلق قائم ہو اللہ تعالیٰ سے تعلق کیا قائم ہو اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے ہی قائم اب
جس سسٹم میں جس نظام میں ہم جی رہے ہیں وہ سارا کا سارا سسٹم اللہ
کا بنا یا ہوا ہے اب مثلاً ہر آدمی اس بات کو جانتا ہے کہ انسان اس وقت تک
کچھ بھی نہیں رہتا ہے اب کیا روح غیب کی دنیا سے واقف نہیں ہے ۔روح نکل
جاتی ہے آدمی کی سوال یہ اب کون ہیں روح کے علاوہ تو کچھ نہیں آپ کی
اصل روح ہے آپ خود روح ہیں روح تو غیب کی دنیا سے واقف ہے توجب آپ غیب
کی دنیا سے واقف نہیںہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے آپ سے ہی واقف
ہو کون ہیں کیا ہے کیسے بنایا کیا بنایاتو اللہ تعالیٰ نے روحوں کاجمود توڑنے کے
لئے روحوں سے مخاطب ہو کر فرمایا الست بربکم ...کہ میں تمہارا رب ہو لیکن
اس کاترجمہ یہ ہے کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ یعنی روح کو اللہ تعالیٰ نے
اختیار دیا اس بات کا کہ چاہیں تو اللہ کی ربوبیت کو قبول کریں چاہے تونہ قبول
کر یںالست بربکم ...کیا میں تمہارا رب نہیں ہو ں ؟ اللہ نے یہ نہیکہا میں
تمہارا رب ہوں یہ آواز جب روحوں کے کانوںسے ٹکرائی تو سب سے پہلی بات یہ
ہے کہ روحوں کو سمات مل گئی جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا رب نہیں
ہو ں تو اس آواز سے روح کے اندر جو کان ہیں ان کانوں میں وہ سارا نقل جاری
ہو گیاجو آواز کہ سننے کا تھا پھر یہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟جیسے ہی آواز
سننے کا مقل منا ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی آئی کہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ آواز

دینے والا کون ہے جو کہہ رہا ہے میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟یعنی انسان کے اندر
ایک عقل پیدا ہو تی ہے ،انسان کے اندر ایک فہم پیدا ہو تا ہے،انسان کے اندر
ایک بصیرت پیدا ہو ، اس بصیرت کے بعد روحوں نے آواز دینے والے کی طرف جب
توجہ دی تو وہاں ایک نظر کا ٹارگیٹ بنانظر کا قانون یہ ہے اگر نظر کا ٹارگیٹ نہ
ہو تو نظر نہیں آتا نظر کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کا کو ئی ٹارگیٹ ہو چاند بنے
،سورج بنے ،ستارے بنے ،دروازہ بنے دیوار ب بنے اگر ٹارگیٹ نہیں بنے گا توکچھ
نہیں ہے تو جیسے ہی تجسس پیدا ہو کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں یہ کون ہے
جو ہم سے یہ پوچھ رہاہے اور اس نے ہمیں اس بات کی چوائس دے دی ہے
اختیار دے دیا چاہے تو قبول کریںچاہے تو قبول نہ کریں اور جیسے ہی روحوں نے
دیکھا وہاں ابھی تک اللہ تعالیٰ سامنے کھڑے ہو ئے تھے ،اس کا مطلب یہ ہوا کہ
آواز کے ساتھ ساتھ سمات پیدا ہو ئی سمات کے ساتھ ساتھ انسان کے اندر
قبولیت یا رد کر نے کی صلاحیت پیدا ہو ئی اور نظر کا جو ٹارگیٹ اللہ بنا تو اس
کامطلب کیا ہوا اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی سمات سے آپ سنتے ہیں اگر اللہ
تعالیٰ آپ کویہ نہیں کہتاہیں کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو تو آپ کے کان تک
آوازآرہی ہے اگر اللہ تعالیٰ حدف نہیں بنتے تو آپ کی آنکھ دیکھ نہیں سکتی تھی
ساری دنیا اندھی نہیں ہو تی اب اللہ تعالیٰ کی یہاں آپ نے آواز سنی اللہ تعالیٰ
کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہو ئی اللہ تعالیٰ کو آپ نے دیکھ لیا اب دیکھنے کے بعد
آپ کی روح نے کہا ...قالو البلیٰ...جی ہاں ہم اس بات کا اقرار کر تے ہیں کہ
آپ ہمارے رب ہیں ،یعنی آپ کے اندر اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بعد بولنے کی
صلاحیت بولنے کی صلاحیت پیدا ہو ئی قبول کر نے کی صلاحیت پیدا ہو ئی اور
جب آپ نے یہ کہا آپ ہمارے رب ہیں آپ نے اس بات کا اطراف کر لیا کہ آپ
خالق ہیں یا مخلوق آپ حاکم یامحکوم آپ صمد ذی احتیاج ہیں تو آپ کی روح
ایک محفوظ چیز ہے ،آپ کی روح اللہ کی آواز سن سکتی ہے،آپ کی روح اللہ
کو دیکھ بھی سکتی ہے اللہ کی ربوبیت کا اقرار بھی کر چکی ہے ،اب آپ یہ
بتائیں آپ جسم ہے یا روح ہیں بھئی ...تو روح تو اللہ کو دیکھ چکی ہے آپ کیوں
نہیں دیکھتے ،روح تو اللہ کی آواز سن چکی ہے پھر آپ اللہ کی بات کیوں نہیں
سنتے آپ کے اندر یقین ہے شک ہے اس لئے کہ آپ نقل کو اصل کہہ رہے ہو
کیوں کہ آپ نقل کو اصل کہہ رہے ہیں اس لئے اصل اگر آپ کو یقین ہو جائے یہ
مادی وجود جو ہڈیوں سے بنا یا ہوا ہے یہ نقل ہے اصل تو کوئی اور چیز ہے جو
جسم کو سنبھالے ہو ئے ہیں ،اور جب تک سنبھالے رہتی ہے اس میں حرکت
رہتی ہے وہ چھوڑ دیتی ہے تو حرکت ختم ہو جا تی ہے ،تو آپ جب اپنی اصل
سے واقف ہو جائیں گے تو اصل تو اللہ کو دیکھ چکی ہے اصل تو اللہ کی آواز
سن چکی ہے اللہ کا اقرار بھی کر چکی ہے ،اسی بات پر رسول اللہ ﷺنے فرمایا
کہ جس نے اپنی اصل کو پہچان لیا، اپنے نفس کو پہچان لیا، اپنی روح کو پہچان
لیا اس نے اللہ کو پہچان لیا ،اس لئے روح تو اللہ کو دیکھ چکی ہے اللہ کی آواز
سن چکی ہے اور آپ پھر غور کریں کہ جب تک روح ہے تو آپ ہیں روح نہیں تو

آپ کچھ بھی نہیں جب روح نکل جاتی ہے تو جسم کی ایسی تیسی ہو جا تی ہے
ہوے جو روح سے واقف ہے ان کے لئے اللہ تعالیٰ یہ فرمایا ھدی اللمتقین ...اس
کتاب سے اگر فائدہ اٹھانا ہے بنیادی بات یہ ہے آپ کو اصل سے واقف ہو نا ہو
گا آپ کی اصل روح ہے ؟روح کیا ہے ؟غیب ہے ؟غیب کیا ہے ؟اللہ ہے تو کسی
بھی تصّوف کے آدمی کے لئے سالک کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ مادی وجودکو
سمجھیکہ مادی وجود کی حرکات و سکنات ذاتی نہیں ہے ؟مادی وجود کی تمام
حرکات و سکنات روح کے تابعہ ہے ۔ اور روح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا آپ کی
اصل کیا ہو ئی؟ آپ کیا ہو ئے؟اللہ کیا ہے ؟تو غیب سے غیب کا رشتہ کیو ں نہیں
قائم ہو تا آپ نے کبھی یہ سوچا ہی نہیں ہماری اصل کیا ہے ؟ہماری اصل روح
ہے ہماری اصل جسمانی گوشت پوست نہیں ہے جسمانی گوشت پوست تو ان
کا لباس ہے ۔عالم ارواح میں جب روح اس نے اور طرح کا لباس پہنا ہوا ہے
عالم ارواح سے یہاں آگئی عالم ناسوت میں یہاں اس نے یہ گوشت پوست کا
لباس پہن لیا یہا ں سے علم اراف میں چلی گئی وہاں اس نے کوئی اور لباس
بنا لیا ،جنت میں چلی گئی وہاں کوئی اور لباس بنا لیا ۔ان لباس کو اصل سمجھا
جا رہا ہے یہی سب سے بڑی ذلت انسان کی مردانگی ہے بالکل یہ اصل بات ہے
میں یہ کپڑے پہنا ہوا ہیں کپڑوں کو میں اصل سمجھ رہا ہوں اور جس جسم کے
اوپر یہ کپڑے پہنے ہو ئے ہیاس کی کو ئی اہمیت ہی نہیں ہے یہی صورت
اظہار ہے کہ انسان مادی وجود جو روح کا لباس ہے اس کو اصل کہہ رہا ہے
اور جو اصل ہے اس کی طرف کو ئی توجہ ہی نہیں ہے ۔کیوں کہ توجہ ہی
نہیں کر تا اس لئے غیب کی دنیا سے اس کا رشتہ منتقع ہو گیا ۔اور غیب کے
علاوہ جو مادی وجود ہے جو ظاہری وجود ہے جس کی کو ئی اپنی ذاتی کو ئی
حیثیت نہیں ہے اس میں کر تا ہے ۔سالک کے لئے ضروری ہے سب سے پہلے اسے
یہ بات علم ہو نا چاہئے کہ میں کیا ہو ں کیا میں حیثیت سے ذاتی گوشت پوست
کا مجسمہ ہوں یااس گوشت پوست کے مجسمہ کو جسم کو کسی اور جب آپ
غور کریں گے تو آپ کی بات سمجھ میں آجا ئیگی کہ کسی اورنے سنبھا لا ہوا ہے
کسی اور نے سنبھالا ہے وہی اس کی اصل ہو ئی اور وہ غیب ہے ۔غیب کو غیب
سے پہنچان سکتے ہیں ظاہر کو ظاہر سے نہیں پہنچان سکتے ۔لامحدودیت میں
جانے کے لئے آپ کو لا محدود بنا پڑے گا جب تک آپ خود لا محدود نہیں ہو نگے
لامحدودیت کے دائرے میں قدم نہیں رکھ سکتے ۔کوئی محدود چیز لا محدود میں
داخل نہیں ہو سکتی ۔گوشت پوست کا مادی وجود جو ہے ایک محدودیت ہے ۔
آپ کی روح محدودد ہے روح نے جو ایک دائرے میں خود کا مظاہرہ کیاآپ اس کو
اصل سمجھ لیں اور یہی سب سے بڑی بات ہے اب اس آیت کو پھر پڑھتے ہیں
الم ذلک الکتاب ...یہ کتاب یعنی قرآن پاک جو اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار
پیغمبروں پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں نازل فرمائی او ر ایک لاکھ چوبیس ہزار
پیغمبروں کے بعد آخری نبی ﷺ کے اوپر اس کی تکمیل کی قرآن خود کہتا ہے الیوم
اکملت لکم دینکم ...کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پا ک ﷺ کی دین کی تکمیل کر دی کہ

صاحب قرآن دین ہے تو یہ دین کی تکمیل جس کتاب کے اوپر ہو ئی اس کتاب کو
وہ لوگ نہیں سمجھ سکتے جن کے اندر غیب کی نظر کام نہیں کر تی اس کتاب
سے استفادہ کر نے کے لئے لازم ہے کہ انسان کے شعوری آنکھ کھولی ہو ئی ہو
اگر شعوری آنکھ اس کی نہیں کھو لی ہو ئی ہو گی وہ غیب کی دنیا سے واقف
نہیں ہو سکتا اور انسان اپنی اصل سے واقف نہیں ہے تو اس کا قرآن سے کو ئی
تعلق نہیں ہے ۔اور جب انسان کے ان غیب کی نظر کام کر لے تو مشاہدتی عمل
جاری وساری ہو جاتا ہے تو اس کا یقین منتج ہو جا تا ہے کہ جہاں جو بھی کچھ
اس کی اصل روح ہے اور وہ اپنی روح سے واقف ہے ۔والرسخو ن فی العلم
یقولون امنا بہ کل عندنا ربنا ... جو لوگ علم غیب سے واقف ہو جا تے ہیں جو
لوگ اپنی روح سے واقف ہو جا تے ہیں ۔جو لوگ اپنی روحانی صلاحیتوں سے
آشنا ہو جا تے ہیبا قولو...وہ کہتے ہیں کہ یہ بات ہمارے مشاہدے میں ہر بات
اللہ کے لئے ہے یا قولو امنا بہ ...قلو عندناربنا...یہاں کو ئی بھی چیز ایسی نہیں
ہے جو براہ راست اپنا کو ئی وجود رکھتی ہے وہ اس کا وجودتابعہ اللہ ہے ۔کن
فیکون کا مطلب کیا ہو تا ہے اللہ تعالیٰ کے ذہن میں ایک کائناتی نقشہ ہے ۔ اس
میں ساری مخلوق آتی ہے اس میں انسان بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے جب کہا :کن
ہوجا کیا ہو جابھئی دماغ میں اللہ تعالیٰ کے ذہن میں کو ئی بات ہے اسی کو تو
کہہ رہے ہیں ہو جا کیا ہو جا؟ تو اللہ تعالیٰ کے دماغ میں جو پروگرام ہے کائنات
سے متعلق سسٹم سے متعلق پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہو جا تو یہ جو کائنات
بنی کائنات کی تخلیق ہو ئی درجہ بندی جیسے بھی ہو ئی انسان بنے ،فرشتے
بنے ،عرش بنا ،کتب بنی ،کرسی بنی ،بیت المعمور بنا یہ کب بنا ؟کب بنا ؟جی ...
تو کن ہو جا کیا ہو جا یعنی جو اللہ تعالیٰ کے ذہین میں وہ ہو جا اب یہاں جو
بھی کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذہن سے نکلا ہوا پروگرام ہے ۔اللہ تعالیٰ کے ذہن
میں بکری تھی تو بکری ہو گئی، اللہ تعالیٰ کے ذہن میں فرشتے تو فرشتے بن
گیا ، اللہ تعالیٰ کے ذہن میں چاند تو چاندبن گیا ، اللہ تعالیٰ کے ذہن میں سورج
تھاتو سورج بن گیا ،اللہ تعالیٰ کے ذہن میں انسان تھا توانسان بن گیا ،کن ہو جا
کیا ہو جا جو اللہ کے ذہن میں ہے اس کا مظاہرہ ہو جا تو انسان کہا ں بسا
کہاں سے آیا اللہ تعالیٰ کے ذہن میں سے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اتنی بڑی فضلیت
عطا فرما ئے کہ انسان تو ہمارے اندر ہے ۔اور ہم تیرے اندر ہیں لیکن اندر کا
معاملہ تو جب طے ہو گا جب آپ اندر سے واقف ہو نگے وفی انفسکم افلا
تبصرون...اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں تمہارے اندر تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں
میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے نہیں ہو کیا مطلب ہوا اس کا اس کا
مطلب ہوا اصل میں جب روحوں نے یہ کہا الست بربکم ...جواب میں روحوں نے
قالو البلیٰ... کہا تو اللہ تعالیٰ ان روحوں کے اندر داخل ہو گیا یا اس کو یوں کہہ
لیجئے اللہ تعالیٰ کے دماغ میں روح نکل آئی اور روح میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات
نشریات کام کر رہی ہے ۔تو اللہ تعالیٰ تو یہ کہہ رہے ہیں میں تمہارے اندر
ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں ہو ؟میں تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہوں

نحن اقرب الیہ من حبل الورید...اور روح میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات نشر کام کر
رہی ہے ہتو اللہ تعالیٰ تو یہ کہہ رہے ہیں میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے
دیکھتے کیوں نہیںمیں تمہاری رگ جا سے زیادہ قریب ہوں نحن اقرب الیہ من
حبل الورید ...تم میری سمات سے سنتے ہواللہ تعالیٰ نے فرمایا الست بربکم کہا
...آپ کو سمات ملی سمات کہاں سے ملی آپ کو ؟اللہ تعالیٰ کہہ رہاہے تم
میری سمات سے سنتے ہو ،پہلی نظر آپ کو کہاں سے ملی آپ نے اللہ تعالیٰ کو
دیکھا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں تم میری نظر سے دیکھتے ہو آپ نے پہلی مرتبہ آپ
اللہ کو دیکھ کر بولو کہ جی ہاں آپ ہمارے رب ہے تو آپ کی روح کو یہ قوت
بولنے کی کس طرح سے ملا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں تم میری آواز سنو،میرے ادارک
سے سوچتے ہو ، تو اللہ تعالیٰ تو اپنی قربت کا اس طرح اظہار کر رہے ہیں کہ
میں تمہارے اندر ہوں تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہوں ہتم میری سمات
سے سنتے ہو ،میری آنکھوںسے دیکھتے ہو ،میرے نفس سے بولتے ہو ،میری فواد
سے سوچتے ہو ،ہمارے تو کوئی دور پرے تک اس بات کا خیال ہی نہیں جا تاکہ
اللہ بھی کہی ہے ہ ہماری صورت سے ہم نے یہ کیا، ہم نے یہ کیا ،ہم نے یوں
تیر مارا، ہم نے یو ں تیر مارا،ہم نے یہ کر لیا ،ہم نے یہ کر لیا ،غیب کے علاوہ
انسان کچھ نہیں ہے کیوں کہ انسان غیب سے اپنی اصل سے اپنی روح سے واقف
ہو جا تا ہے ،تو یہ میں اور تو کا چکر چلتا ہے ولرسخون فی العلم یقولون امنا بہ
کل من عندینا ربنا ...ان میں غیب کامشاہدہ کر نے والا بندہ اس بات کا اعلان کر
تا ہے کہ یہ یہاں کچھ نہیں ہے سب کچھ یہ اس وقت ہو گاآپ اس نقل کے چکر
سے نکل کر اصل میں داخل ہو جا ئیں گے اصل کو پہچانے کی کوشش کر یں
گے ہنقل سے نکلنے کا مطلب یہ نہیں ہے آپ دنیاچھوڑ دیں ہبیزار ہو جا ئیں
جنگل میں چلے جا ئیں اگر جنگل میں جا نے سے اللہ ملتا ہے تو پھر تو سارے بھیڑ
بکریاں عارف ہو نے چاہئے ہوے بابابد گنج شکر نے فرمایا کہ اگر نہانے دھونے سے
اللہ ملتا ہے تو پھر تو سارے مینڈک ہی عار ف اللہ ہو نے چاہئےہوے تو ہر وقت
کی پانی مین پڑے رہتے ہیں بات یہ نہیں ہے ہبات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس
دنیا کو کس لئے بنایا کس کے لئے بنایا انسانوں کے لئے بنایا اب اگر انسان کپڑے پہنا
چھوڑ دے اچھا کھا نا چھوڑ دے اچھین گھر میں رہنا چھوڑ دے تو یہ نہ شکر ہے ہ
بات یہ نہیں ہے کہ آپ کاروبار نہ کریں اچھی گاڑی نہ لیں،کھا نا نہ کھا
ئیں ،شادی نہ کریں ،بچوں کو اعلیٰ تعلیم نہ دلائیں ،بات یہ نہیں ہے سب کچھ
کریں لیکن آپ کی اندر کی نظر جو ہے اصل کو جا نتی ہے اور پہچانتی ہے جو
آدمی اصل کو جا نتا ہے وہ دنیا میں ہر چیز استعمال کر تا ہے ہلیکن دنیا کی
چمک اس کہ نہیں ہے ایک بڑے پیر صاحب کے بارے میں ہے کہ ایک صاحب سو
داگر ایک کپڑا لا یا بادشاہ کے دربار میں لے گیا بادشاہ نے قیمت پو چھی تو بہت
زیادہ تھی اس نے کہہ دیا بھئی بہت زیادہ قیمت ہے ہم نہیں خرید رہے وہ بڑے
پیر صاحب کے پاس کپڑا لیکر گیا انہو ں نے خرید لیا ہپھر بادشاہ کو اطلاع ملی
کہ بھئی جو چیز بادشاہ نے نہیں خریدی وہ بڑے پیر صاحب نے خرید لی اس کو بڑا

غصہ آیا اس کا مطلب ہے بڑے پیر صاحب بھی ہم سے بڑے ہیں ہم تو بادشاہ ہیں وہ بھی ہم سے بڑے ہو گئے اور اس کو پکڑو اسے کرو ویسے کرو تو وزیر ہو شیار تھا تو اس ن ے کہا نہیں اسے نہیں میں پتا کر تا ہوں حالات کا پھر آگے دیکھیں گے مشورہ کر یں گے ایسی تھوڑی کیوں خرید لیا کیا ہو گیا ہخیر وہ وزیر گیا وہاں جا کراس نے کہا کہ بڑے پیر صاحب وہی کر تا پہنے بیٹھے ہو ئے ہیں اس کپڑے کا اور یہاں دامن میں ایک جوڑ لگا ہوا ہے معمولی کپڑے کا اس کو بڑی حیرت ہو ئی اتنے قیمتی کپڑے میں معمولی کپڑے کا جوڑ لگا ہوا ہے ہاسنے پو چھا کہ بھئی یہ جوڑ کیسے لگا ہوا ہے تو لو گوں نے بتا یا کہ یہ کپڑا کم ہو گیا تھا ان سے کہا گیا حضور یہ تو پو را نہیںسل رہا کپڑا تو کم ہو گیا تو انہوںنے کہا کو ئی بھی کپڑا لگا دیں ہتو وزیر واپس آگیا تواس نے یہ کہا کہ آپ ان سے لڑائی نہ موڑ لیں اس لئے اس بندے کہ ذہن میں تو قیمت ہی نہیں ہے کپڑے کی ہاتنے قیمتی کپڑے میں معمولی کپڑا لگا ہوا بیٹھا دیکھ کر آرہاہوں ہتو بات یہ نہیں ہے جیسے کہا جا تا ہے کہ صاحب کچھ کھا ئونہیں ،پیو نہیں نہیں ایسا نہیں ہے یہ ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ نہیں کھا تہ اللہ تعالیٰ کہ فرشتے نہیں کھا تہ ،اللہ تعالیٰ کو گھر کی بھی ضرورت نہیں ہے گھر میں بھی نہیں رہتے فرشتوں کو بھی گھر کی ضرورت نہیں ہے ،اللہ تعالیٰ کے بیوی بچے بھی نہیں ہے ،کوئی اولاد بھی نہیں ہو تی ان کی تعلیم و تربیت کر ے یا اسکول میں داخل کر یں کا لج میں لے لیں یہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے بنائے ہیں ہ اور اگر آپ دنیا داری میں زندگی نہیں گزاریں گے یا تو استعمال نہیں کر یں گے تو آپ کو اللہ کی نعمتوں کا احساس کیسے ہو گا ہ شکر کیسے کریں گے ،بھئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھا ئیں گے پئے گے خوش ہو نگے ہجب ہی تو شکر کریں گے لیکن شکر آپ اس وقت کریں گے جب آپ کا اللہ سے تعلق ہے جب آپ کو اس بات کا یقین ہو گا ومما رزقنهم يو نفيكون ...سب کچھ اس کا دیا ہوا ہے ہماری ذمہ داری ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس طرح نوازہ ہے کہ ہمارے اوپر انعام و اکرامات ہیں سب سے پہلہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو جا نتے ہیںہاللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے آدمی کا پتّلا مٹی سے بنا یا ونفخت فی ھی من الروح ...اپنی جان میں سے نکال کر آدم میں ڈال دیا آپ یہ سمجھ رہے ہیں آپ گوشت پوست کے بندے ہیجو سڑان کے علاوہ کچھ نہیں ہبھئی گوشت پوست میں سڑان کے علاوہ بتائیے کیا ہے ،سینہ بدبو دار ہے خون بدبو دار ہے ،سوائے آپ کی ساری غذا بدبو دار تعفن ہی تعفن ہیاور جب آپ اپنی اصل کو دیکھیں گے تو وہاںنور ہی نور ہے تجلی ہی تجلی ہے ہ یعنی روح اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے جو آنکھ کا روحانی رشتہ ہے آپ اسے تلاش کریں اور اس کی تلاش کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلہ آپ کو یہ بات معلوم ہو نا چاہئے آپ کاجوو یہ مادی وجود جو ہے یہ سستا ہے یہ مادی وجود میں ہم جتنے بیٹھے ہیں یہ اصل نہیں ہے یہ سب نقل ہے ہماری اصل جو ہے روح ہے ہمیں اتنا ہی کام کر نا ہے کہ اصل جس کو ہم بھلا بیٹھے ہیں اس پر تھوڑی سی توجہ دینی ہے اصل تو ہے ہمارے اندر ہی

ہے اور اس توجہ کا جو طریقہ کا ر ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اولیاء
اللہ نے ایک نظام بنایا اصل کو پہنچانے کے لئے اس سلسلوں کے نام سے متعارف
کر وایا ہے جتنے بھی سلاسل ہیں سب ایک ہی بات کہتے ہیں کہ اپنی اصل کو
پہچانواور اگر کو ئی سلسلہ یہ نہیں کہتا کہ اپنی اصل کو نہیں پہچانواس کا
مطلب ہے وہ خود اصل سے واقف ہے ۔اصل سے واقف بندہ آپ کو یہ کہے گا کہ
جب انسان اصل کو پہچان لیتا ہے تو وہ غیب کی دنیا سے واقف ہو جا تا ہے اور
جب تک کو ئی انسان غیب کی دنیا سے واقف نہیں ہو گا وہ بھٹکتا رہے گا
پریشان رہے گا اور خصرا...او ر یہ دنیا میں بھی گھاٹے میں رہے ا ور آخرت میں
بھی گھاٹے میں رہے گا ۔اس پر کو ئی قسم کی ذمہ داری نہیں روح کوڈھونڈنے
کے لئے اصل کا کھوج لگا نے کے لئے اولیا ء اللہ نے جو طریقہ بتا یا ہے جو اسلام
ارکان پر عمل کر تے ہو ئے ۔آسان ترین طریقہ جو ہے وہ مراقبہ ہے ۔مراقبہ کا
مطلب ہے کھوج لگا نا ۔مراقبہ کا مطلب ہے تلاش کر نا ،مراقبہ کا مطلب ہے
ڈھونڈنا ،مراقبہ کا مطلب ہے پردہ در پردہ چیز کو پردہ توڑ کر حاصل کر نا اللہ
تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنی اصل سے واقفیت حاصل کر نے کی
جدوجہد اور کوشش کر یں ۔دنیا کو پو ری رح استعمال کر یں ۔لیکن دنیا کی
کسی بھی چیز کواپنی ذاتی ملکیت نہ سمجھیں ،اللہ کی دی ہو ئی ایک نعمت
سمجھیں ،آپ سمجھیں نہ سمجھیں دی ہو ئی تو اللہ کی نعمت ہے ۔اختتام